ارکانِ دین

حضرت مولانا الحاج مفتی محمد مظہر اللہ شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

تحریک تفہیم الاسلام
کراچی (سندھ)
اسلامی جمہوریہ پاکستان۔

ارکانِ دین

حضرت مولانا الحاج مفتی محمد مظہر اللہ شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

تحریک تفہیم الاسلام

کراچی (سندھ)
اسلامی جمہوریہ پاکستان۔

نام کتاب ——— ارکانِ دین

نام مؤلف ——— مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی

مرتب ——— پروفیسر محمد مسعود احمد

اشاعت اول ——— ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء

اشاعت دوم ——— ۱۳۸۹ھ / ۱۹۶۹ء

اشاعت سوم ——— ۱۳۹۷ھ / ۱۹۷۷ء

اشاعت چہارم ——— ۱۴۱۱ھ / ۱۹۹۰ء

اشاعت پنجم ——— ۱۴۱۳ھ - ۱۹۹۳ء

طبع : ——— لودھی پرنٹرز رابطہ: ۳/۲۲۶ لیاقت آباد، کراچی

قیمت ——— دعائے خیر بحق اراکین و معاونین

تحریک تفہیم الاسلام

کراچی (سندھ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان۔

باسمہ تعالیٰ

حیاتِ مظہری

شیخ الاسلام مفتی اعظم حضرت شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی علیہ الرحمہ

پاک و ہند کے جلیل القدر، عالم و عارف تھے۔ آپ کی ولادتِ باسعادت ۱۵، رجب المرجب ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۶ء کو دہلی میں ہوئی۔ علمائے عصر سے تحصیلِ علوم عقلیہ و نقلیہ فرمائی۔ تقریباً ۱۸۹۸ء / ۱۳۱۶ھ میں صاحب تفسیرِ صادقی حضرت سید صادق علی شاہ مکان شریفی علیہ الرحمہ (م ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء) سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہوئے۔ حضرت ممدوح کو سندِ حدیث مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے جدِ امجد صاحبِ فتاویٰ مسعودی حضرت فقیہ الہند شاہ محمد مسعود محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۲ء) سے حاصل تھی اور سندِ اجازت و خلافت اپنے والدِ ماجد صاحب مرأۃ المحققین حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی علیہ الرحمہ (م ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۶ء) سے۔ آپ جس پر شفقت کی نظر فرما دیتے اس کو ماسوا اللہ سے بے نیاز کر دیتے۔ حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمہ نے آپکو اس خصوصی دُعا سے نوازا "جو لوگ تمہارے دامن سے وابستہ ہوں ہمیشہ مقبول و مسرور رہوں۔"

حضرت مفتی اعظم کی مقبولیت و مرجعیت اسی دُعا کی اجابت کی کرامت تھی۔ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کو صاحبِ رسالہ رکن الدین حضرت شاہ رکن الدین الوری علیہ الرحمہ (م ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء) سے چاروں سلسلوں میں اجازت و خلافت حاصل تھی۔

حضرت مفتی اعظم کے جدِ امجد حضرت فقیہ الہند مفتی محمد مسعود شاہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ جلیل القدر عالم و مفتی، عظیم المرتبت عارف و سجادہ نشین اور مسجد جامع فتحپوری دہلی کے شاہی امام و خطیب تھے۔ ان تینوں منصبوں پر حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ نصف صدی سے زیادہ عرصے فائز رہے اور مخلوق الٰہی آپ کے علمی و روحانی فیض سے بہرہ ور ہوتی رہی۔

حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی تقویٰ شعاری اور حق گوئی کے موافق و مخالف سب قائل تھے آپ نے ہمیشہ عزیمت پر عمل فرمایا۔ آپ اہل سنت کے عظیم پیشوا تھے۔ علما و مشائخ اہلِ سنت آپ کی خدمت میں عقیدت مندانہ حاضر ہوتے تھے۔ آپ کی ذاتِ گرامی سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نمونہ تھی۔

آپ نے ۱۴ شعبان المعظم سنہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۸ نومبر سنہ ۱۹۶۶ء کی شام دہلی میں وصال فرمایا اور مسجد فتحپوری کے صحن میں آپ کو رکھا گیا جہاں آپ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے

فہرس

صفحہ

۱	ــــــ پہلا باب شرع کے حکموں کے بیان میں	۶
۲	ــــــ دوسرا باب نجاست اور پاکی کے بیان میں	۷
۳	ــــــ تیسرا باب وضوء کے بیان میں	۹
۴	ــــــ چوتھا باب غسل کے بیان میں	۱۱
۵	ــــــ پانچواں باب تیمم کے بیان میں	۱۲
۶	ــــــ چھٹا باب نماز کے بیان میں	۱۳
۷	ــــــ ساتواں باب رمضان کے روزوں کے بیان میں	۲۳
۸	ــــــ آٹھواں باب زکوٰۃ اور فطرے کے بیان میں	۲۵
۹	ــــــ نواں باب حج کے بیان میں	۲۷
۱۰	ــــــ دسواں باب قربانی کے بیان میں	۲۹

پہلا باب

شرع کے حکموں کے بیان میں

انسانی زندگی کی تعمیر و تشکیل میں اقوال و اعمال خاص اہمیت رکھتے ہیں افعال و اقوال کے انبوہ کثیر میں خوب و ناخوب کا صحیح انتخاب حقیقی سعادت کا ضامن ہے، اس انتخاب کی بنیاد اگر تجربات پر رکھی جائے تو اس کے لیے صدیاں درکار ہیں، شریعت مطہرہ کا نوع انسانی پر احسان عظیم ہے کہ اس نے اس گتھی کو بڑی آسانی کے ساتھ سلجھا دیا اور تجربے کی مشقت سے آزاد کر کے براہ راست عمل پر لگا دیا۔

حقیقی آزادی مہذب پابندیوں کی ایک صورت ہے، پسندیدہ اور ناپسندیدہ اقوال و اعمال کو پابندیوں کے ذریعہ علیحدہ کیا جا سکتا ہے جس کو تکلیفات شرعیہ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے، ان پابندیوں یا احکام کے مختلف مدارج ہیں ہم یہاں ان کو مختصراً بیان کریں گے تاکہ آئندہ ابواب میں جہاں کہیں ان کا ذکر آئے تو عمل کی اصل حیثیت معلوم ہو جائے۔

فرض [1] — وہ عمل جس کا کرنا انسان پر اللہ اور رسول نے ایسے الفاظ میں ضروری کر دیا ہو جس کا کھلا ہوا ایک ہی مطلب ہو اور الفاظ میں بھی اس کی طرف سے نہ ہونے کا شبہ نہ ہو۔ اس کا کرنے والا ثواب پائے گا اور نہ کرنے والا عذاب، انکار کرنے والا کافر ہے، اس میں نقص ہونے سے تمام فعل ناکارہ ہو جاتا ہے۔

واجب — یہ مثل فرض کے ہے لیکن یہ جن الفاظ میں معلوم ہوتا ہے اس میں کسی طرح کا شبہ ہوتا ہے، اسی وجہ سے اس کا انکار کرنے والا کافر نہیں ہوتا ——— اگر کسی فعل کا واجب ترک ہو جائے تب بھی اس میں صرف نقصان آئے گا۔ [2]

---

[1] یہ اگر کسی فعل کا جزء ہے تو اس کو "رکن" کہیں گے ورنہ "شرط"۔

[2] نماز کا ایسا نقصان سجدۂ سہو کرنے سے جاتا رہتا ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ اخیر قاعدے کی التحیات پڑھ کر ایک سلام پھیرے اور پھر دو سجدہ کرے پھر پورا قعدہ کر کے سلام پھیرے۔

سُنّت — جس کو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیشہ کیا ہو لیکن ہم پر واجب نہ کیا ہو، اس کے کرنے والے کو ثواب ہوگا نہ کرنے والا قہرِ خداوندی میں مبتلا اور حضور کی شفاعت سے محروم رہے گا اور اس کا ہلکا جاننے والا کافر ہے مگر اس کے ترک کرنے سے کراہت آتی ہے گو وہ فعل ہو جاتا ہے۔

مستحب — جس کو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کبھی کبھی کیا ہو اس کا کرنے والا ثواب پائیگا نہ کرنے والے کی کچھ پکڑ نہیں لیکن وہ فضیلت نہیں رہتی۔

نفل — جو عبادت سوائے فرض و واجب کے ہو اس کا حکم مثل مستحب کے ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر اس کی وجہ سے فرض ترک ہونے کا احتمال ہو تو اس کا ترک کرنا بہتر ہے۔

حرام — یہ مثل فرض ہے فرق اتنا ہے کہ وہاں کرنے کا حکم ہے، یہاں نہ کرنے کا۔

مکروہ تحریمی — یہ مثل واجب کے ہے، فرق یہاں بھی وہی کرنے نہ کرنے کا ہے اس کی وجہ سے اگرچہ فعل ہو جاتا ہے مگر اس کا مرتکب گنہ گار ہوتا ہے اور بعض حالات میں فعل ہی نہیں ہوتا۔

مکروہ تنزیہی — جس کی ممانعت ادا کی گئی ہو، باقی حکم مثل مستحب کے ہے۔ فرق وہی ہے۔

مباح — جن چیزوں کے واسطے کسی طرح کا حکم نہ آیا ہو۔

دوسرا باب

نجاست اور پاکی کے بیان میں

شریعت نے نہ صرف ظاہری صفائی کی تعلیم دی ہے بلکہ حقیقی طہارت و پاکیزگی پر زور دیا ہے جو اصولِ صحت سے زیادہ قریب ہے، شریعت نے طہارت کے وہ معیارات پیش کئے جو عام نگاہوں سے اوجھل تھے اور جس کی حکمتوں کو سمجھنے کے لیے غور و فکر کی ضرورت ہے ہم طہارت و نجاست کے چند اصول و قواعد کا ذکر کرتے ہیں۔

۱

اگر پیشاب یا پاخانے کی ضرورت ہو تو اس کو نہ روکو بلکہ فارغ ہو لو، پھر ڈھیلے وغیرہ سے نجاست خشک اور صاف کر لو یہ سنت ہے لیکن ایسی چیز سے نہ کرو جو حرمت والی اور نفع یا ضرر دینے والی ہو، یہ مکروہ تحریمی ہے پھر پانی سے خوب اچھی طرح پاک کرو، اگر نجاست مخرج سے پھیلی نہیں ہے تو پانی سے استنجا کرنا سنت ہے اور اگر بقدر درہم پھیلی تو واجب اور اس سے زیادہ پھیلی تو فرض ہے۔

۲

آدمی کے بدن سے نکلنے والی وہ چیز جس سے وضو یا غسل واجب ہوتا ہے، شراب، حرام جانوروں اور گائے، بھینس، بطخ، مرغی، سانپ وغیرہ کا پیشاب یا پاخانہ نجاست غلیظہ ہے[۱] اگرچہ چونی کے وزن کے برابر لگ جائے تو معاف ہے، اس سے زیادہ کو دھویا جائے[۲]۔ گھوڑے اور حلال جانوروں کا پیشاب اور حرام پرندوں کا پاخانہ نجاست خفیفہ ہے[۳] یہ اگر چوتھائی سے کم پر لگ جائے تو معاف ہے[۴]، ان دونوں نجاستوں کو "حقیقی" کہتے ہیں اور جس سے وضو یا غسل واجب ہوتا ہے اس کو نجاست "حکمی" کہتے ہیں۔

۳

وضو اور غسل کے لیے مینہ اور زمین کا پانی ہونا چاہیے اگرچہ زیادہ ٹھہرنے یا کسی شے کے ملنے سے اس کے رنگ و بو اور مزے میں فرق آگیا ہو مگر پتلا پن باقی ہو، اگر یہ پانی بہتا ہو یا مقدار دہ در دہ[۵] کے ہو تب تو ناپاک چیز کے ملنے سے بھی ناپاک نہ ہوگا۔[۶]

---

[۱] جس دلیل سے فرض ثابت ہوتا ہے نجاست غلیظہ بھی اسی دلیل سے ثابت ہوتی ہے [۲] دھونے میں نجاست کا نہ رہنا معتبر ہے اور جو نجاست نہ دکھائی دے تو کپڑے یا بدن کو تین بار دھویا جائے اور ہر بار نچوڑا یا خشک کیا جائے ہو، اگر نجاست کی جگہ نہ معلوم ہو تو گمان غالب پر دھو لیا جائے [۳] حرام پرندوں کا پیشاب اور حلال پرندوں کا پیشاب پاخانہ دونوں معاف ہیں [۴] جس دلیل سے واجب ثابت ہوتا ہے نجاست خفیفہ اسی دلیل سے ثابت ہوتی ہے [۵] قمیص یا کرتے کی آستین اور کلی وغیرہ علیحدہ علیحدہ کر کے شمار کیا جائیگا [۶] یعنی جس جگہ پانی ہے اس کی لمبائی چوڑائی دس گز سے دس گز ہو یہاں گز سے شرعی گز مراد لیا گیا ہے جو ہمارے پونے گز کے برابر ہے [۷] نجاست حقیقی ہر پاک پانی سے جا سکتی ہے۔

۴

کنوئیں میں اگر جانور گر کر مر جائے تو اگر پھول پھٹ گیا بشرطیکہ مثل آدمی کے ہو تو سب پانی نکالا جائے گا۔ ورنہ بلی کے مثل جانور کے مرنے سے اسی کنوئیں کے چالیس پچاس اور چوہے کے مثل جانور مرنے سے بیس تیس ڈول نکالے جائیں لیکن پہلے جانور کو نکال لیا جائے۔ کنواں نجاست کے گرنے کے وقت سے ناپاک ہوتا ہے اگر گرنے کا وقت معلوم نہ ہو تو اگر جانور پھولا پھٹا نہیں تو ایک دن رات سے ورنہ تین رات دن سے اس کنوئیں کو ناپاک سمجھا جائے اور جو کپڑے اس کے پانی سے دھوئے گئے ان کو پھر دھویا جائے اور نمازیں لوٹائی جائیں۔

۵

حلال جانور، آدمی اور گھوڑے کا جھوٹا پاک ہے اور حرام جانوروں کا جھوٹا ناپاک ہے اور گھریلو جانوروں کا جھوٹا اور ان کا پسینہ مکروہ ہے۔

تیسرا باب

وضو کے بیان میں

وضو، غسل اور تیمم انسانی بدن کی طہارت کی مختلف صورتیں ہیں، شریعت نے تزکیۂ نفس کے بعد اس پر بہت زور دیا ہے اور اس کو فرض کر دیا ہے، یہاں انسان کی مرضی کو دخل نہیں بلکہ اس کے جسم و جاں یہاں تک کہ اس کے لباس پر مولیٰ تعالیٰ کا حکم جاری و ساری ہے اور یہ سب خود انسان کے اپنے فائدے کے لیے ہے جس سے وہ اپنی ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے گریزاں نظر آتا ہے، شریعت نے تعلیم طہارت کے ساتھ ساتھ اس کے طریقے بھی بتا دیئے ہیں، ہم مندرجہ ذیل تین ابواب میں انہیں کو مختصراً بیان کریں گے۔

۱

مٹی کے برتن میں خود پانی لے کر اونچی جگہ قبلہ رُخ بیٹھے اور بدھنی وغیرہ کو بائیں طرف رکھے یہ سب باتیں مستحب ہیں پھر پاک ہونے اور حصول ثواب کی نیت کر کے بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْم وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْاِسْلَام پڑھے اور دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھوئے اور

انگلیوں میں خلال کرے، پھر مسواک کرے اور کلی کرے، پھر ناک میں پانی دے کہ ہڈی تک پہنچ جائے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے، یہ سب باتیں مسنون ہیں، اس کے بعد چہرے کو پیشانی سے ٹھوڑی تک اور ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک دھوئے کہ یہ فرض ہے اور داڑھی ہے تو خلال[1] بھی کرے کہ یہ سنت ہے پھر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوئے کہ یہ فرض ہے، پھر تمام سر کا[2] پھر کانوں کا پھر گردن کا مسح کرے، اول الذکر دو مسنون ہیں اور آخر الذکر مستحب، پھر بائیں ہاتھ سے دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے کہ یہ فرض[3] ہے اور انگلیوں میں خلال کرے[4]، یہ سنت ہے لیکن وضو میں خیال رکھے کہ داہنے عضو سے شروع کرے اور ہر عضو کے دھوتے وقت بسم اللہ پڑھے کہ یہ مستحب ہے اور ہر عضو کو تین تین بار دھوئے سوائے مسح کے، یہ سنت[5] ہے مذکورہ بالا ترتیب کے مطابق[6] جلد جلد اس طرح اپنے اعضاء دھوئے کہ پہلا عضو خشک ہونے نہ پائے کہ یہ سنت ہے، اور بال برابر بھی خشک نہ رہ جائے ورنہ وضو نہ ہوگا، مناسب یہ

---

[1] خلال اس صورت میں ہے جب کہ داڑھی اتنی بھروان ہو کہ نیچے کا بدن نظر نہ آئے ورنہ اس کا دھونا فرض ہے، بھروان داڑھی والے کو بھی ٹھوڑی کے مقابل بالوں کا دھونا فرض ہے [2] چوتھائی سر کا مسح فرض ہے

[3] اگر وضو کے بعد ایسے موزے پہنے ہوں جن سے ٹخنے بھی ڈھک گئے ہوں اور پانی اس میں سرایت نہ کرے تو اپنے شہر میں ایک دن رات تک وضو کے وقت ان پر صرف مسح کرے اور چھتیس کوس سے زیادہ کے سفر میں تین دن اور تین رات تک اس طرح مسح کرے کہ ہاتھوں کی انگلیاں پیروں کی انگلیوں پر رکھ کر ہتھیلی سمیت پنڈلی کی طرف کھینچتا ہوا لائے لیکن اگر موزے تین انگل کی مقدار پھٹے ہوئے ہوں تو ان پر مسح درست نہیں [4] بائیں چھنگلی سے انگلیوں کے داہنی طرف شروع کرے اور چھنگلی کو نیچے سے اوپر کی طرف لیجائے [5] مسح صرف ایک بار کرے اس کی صورت یہ ہے کہ دونوں ہاتھ تر کرکے چھنگلی کی طرف کی تین تین انگلیو سے پیشانی کی طرف سے مسح کرتا ہوا گدّی کی طرف لیجائے اور پھر ہتھیلیاں لگا کر پیشانی کی طرف پھیر لائے اور کلمہ کی انگلی سے کان کے اندر کا اور انگوٹھے سے کان کے پیچھے کا اور ہاتھ کی الٹی طرف سے گردن کا مسح کرے [6] یعنی جو ترتیب وضو کے فرضوں میں بتائی گئی ہے۔

ہے کہ وقت سے پہلے وضو کرے، انگوٹھی پہنا ہوا ہو تو اسے ادھر ادھر پھرا لے تاکہ بدن کا وہ حصہ خشک نہ رہ جائے، وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پی لے اور وضو کے بعد انا انزلنا اور کلمہ شہادت پڑھے کہ یہ سب باتیں مستحب ہیں۔

۲

ان باتوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے پیشاب و پاخانہ کی جگہ سے کوئی چیز نکلنا، بہنے والے خون یا پیپ کا نکل کر ایسی جگہ تک پہنچنا جس کا دھونا نماز میں فرض ہے، آواز سے ہنسنا، مجنون اور بے ہوش ہونا، سہارے سے سونا، شہوت کی حالت میں کھلی ہوئی دو شرمگاہوں کا ملنا، منہ بھر کے قے ہونا یا منہ سے اتنا خون نکلنا کہ تھوک سرخ ہو جائے۔

۳

ان باتوں سے وضو مکروہ ہو جاتا ہے بے جا پانی میں اسراف کرنا یا پھر تیل کی طرح چپڑنا زور سے چھپکا مارنا، بلا ضرورت دنیاوی باتیں کرنا، تین بار نئے پانی سے مسح کرنا، ناپاک جگہ یا عورت کے بچے ہوئے پانی سے یا مسجد کے فرش پر وضو کرنا، جس پانی سے وضو کرے اس میں تھوکنا یا سنکنا یا قبلہ رُخ پیر دھونا، کلی اور ناک کے واسطے بائیں ہاتھ سے پانی لینا داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا، کسی برتن کو صرف اپنے وضو کے لیے خاص کرنا۔

چوتھا باب
غسل کے طریقہ کے بیان میں

۱

پاک ہونے کی نیت کر کے قبلہ کی طرف منہ کرے اور پھر بسم اللہ پڑھے یہ باتیں مستحب ہیں اوّل دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھو کر، شرمگاہ دھوئے پھر وضو کرے یہ باتیں مسنون ہیں لیکن غسل میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا فرض ہے۔ وضو کے بعد پانی سے تمام بدن پر پانی بہائے اس طرح کہ پہلے سر پر سے پھر داہنے مونڈھے پر پھر بائیں مونڈھے پر سے تین تین بار پانی بہائے کہ یہ سنت ہے لیکن حد سے زیادہ نہ ڈھائے کہ یہ مستحب ہے۔ غسل کے بعد موٹے کپڑے سے بدن صاف کرے، غسل کرتے

وقت باتیں نہ کرے اور ایسی جگہ نہائے جہاں کوئی نہ دیکھے یہ سب باتیں مستحب ہیں۔

۲

ان باتوں سے غسل واجب ہو جاتا ہے، زندہ بالغ عورت یا مرد کی شرمگاہ میں آلۂ تناسل کا سر داخل کرنا دونوں پر غسل واجب کرتا ہے، منی کا شہوت کے ساتھ کود کر نکلنا، احتلام ہونا یا سوتے میں منی[1] کا نکلنا، ان باتوں کو جنابت کہتے ہیں، عورت کا ہر مہینہ دس دن کے اندر کم سے کم تین روز خون آکر موقوف ہونا کہ اس کو حیض[2] کہتے ہیں، یا بچہ ہونے کے بعد چالیس روز کے اندر اندر خون آکر موقوف ہونا کہ اس کو نفاس کہتے ہیں، اگر ان مدتوں سے زیادہ آیا تو وہ خون استحاضہ یعنی بیماری کا خون ہے۔

پانچواں باب

تیمم کے بیان میں

اگر پانی ایک میل دور ہو یا اور کسی وجہ سے اس پر قدرت نہ ہو (کہ یہ امور شرائط میں داخل ہیں) تو بجائے وضو و غسل کے تیمم کرے، اگر نماز عید یا جنازہ جانے کا خوف ہو تب بھی تیمم کر لے لیکن میت کا ولی نہیں کر سکتا کیوں کہ وہ پھر پڑھ سکتا ہے، تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے پاکی کی نیت کرے کہ یہ شرط ہے، پھر بسم اللہ پڑھے کہ یہ سنت ہے پھر اول بار ہاتھوں کو انگلیاں[3] کھول کر پاک مٹی یا اور کسی جنس مٹی پر رکھ[4] کر آگے کو کھینچے یہ مستحب ہے اور پھر ہاتھ جھاڑ[5] کر چہرہ کا مسح کرے[6] پھر دوسری بار اسی طرح کر کے پہلے داہنے ہاتھ پر بائیں ہاتھ کا مسح کرے اور استیعاب[7]، ترتیب[8] اور پے در پے کرنے کا خیال[9] رکھے اور کم سے کم تین انگلیوں سے تو ضرور مسح کرے۔

---

[1] منی سفید رنگ کی گاڑھی گاڑھی ہوتی ہے اس کے نکلنے سے کچھ لذت آتی ہے اور ایک مذی ہوتی ہے جو اس سے کچھ پتلی ہوتی ہے اور شہوت کی حالت میں نکلتی ہے اور ایک ودی ہوتی ہے جو پیشاب کے بعد نکلتی ہے
[2] حالت حیض میں نماز روزہ ناجائز ہے صرف روزے قضا کرے اور اگر دس دن کے اندر اندر خون دیکھے تو پیچ کی پاکی بھی حیض میں داخل ہوگی [3] یہ مستحب ہے [4] یہ شرط ہے [5] یہ سنت ہے [6] یہ شرط ہے [7] یہ بھی شرط ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ بہت اچھی طرح کرنا کہ کوئی بال برابر نہ بچے [8] یہ مستحب ہے [9] یہ بھی مستحب ہے اس کو مرتب کہتے ہیں یعنی وضو کی طرح ایک رکن کے بعد دوسرا جلدی جلدی کرے۔

چھٹا باب

نماز کے بیان میں

اسلام لانے کے بعد نماز کی جتنی تاکید آئی ہے اور کسی عبادت کی نہیں آئی۔ اس کے فضائل حد سے زیادہ ہیں اور اس کے چھوڑنے والے کے لیے دردناک عذاب کی وعیدیں آئی ہیں۔ نماز کی خاص خصوصیت کا ذکر قرآنِ پاک میں کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ نماز برائیوں سے بچانے والی ہے، حدیث میں نماز کے متعلق حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

"نماز دین کا ستون ہے جس نے اس کو قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے چھوڑ دیا اس نے دین کو ڈھا دیا"

اور ایک جگہ اس طرح ارشاد فرماتے ہیں :-

"جس نے جان بوجھ کر نماز کو ترک کیا وہ کافر ہے" (نعوذ باللہ)

دوسرے گناہوں میں کبھی نہ کبھی تو بہشت کی اُمید کی جا سکتی ہے مگر تارکِ نماز تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخی ہے، پس ایسی اہم عبادت سے بے توجہی ہلاکت کا سبب ہو سکتی ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ جان کنی میں بھی معاف نہیں، اشاروں سے یا لیٹے لیٹے جس طرح ممکن ہو پڑھنی ضروری ہے کسی حالت میں معاف نہیں۔

اللہ تعالے نے نمازوں کے لیے اوقات مقرر فرما کر انسانی زندگی کو ایسا منظم و مربوط کر دیا ہے کہ اس سے زیادہ متصور نہیں، تعیین اوقات سے انسان سبق لے تو اس کی زندگی کا ہر عمل اپنے اپنے وقت پر صادر ہو سکتا ہے، یہ انفرادی اور اجتماعی ترقی کا ایک اہم اصول ہے، اب ہم نمازوں کے اوقات اور ان کی کل رکعتوں کے بارے میں عرض کریں گے۔

فجر اس کے اندر دو فرض ہیں اور فرضوں سے پہلے دو سنتیں، اس کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور طلوعِ آفتاب تک رہتا ہے، صبح صادق اس سپیدی کو کہتے ہیں جو آفتاب نکلنے کی سمت آسمان کے کناروں میں پھیل جاتی ہے اور وہ سپیدی جو اس سے پہلے لمبی لکیر کی صورت میں ہوتی ہے اور اس کے بعد اندھیرا ہو جاتا ہے اس کو صبح کاذب کہتے ہیں

نماز فجر اس وقت پڑھی جائے جب روشنی ہو جائے اس وقت سوائے سنت فجر ہر نفل مکروہ ہے بلکہ فرضوں کے بعد سنتیں بھی درست نہیں۔

ظہر اس کے اندر چار فرض ہیں، چار سنتیں فرضوں سے قبل اور دو سنتیں اور دو نفل فرضوں کے بعد، اس کا وقت دو پہر ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک ہر چیز کا سایہ اس سے دوگنا ہو ــــ چوں کہ اس کے وقت میں اختلاف ہے لہٰذا اصلی سایہ چھوڑ کر ایک مثل سایہ ہونے سے پیشتر پڑھ لی جائے گرمیوں میں توقف سے اور جاڑوں میں دیر سے پڑھی جائے۔

عصر اس کے چار فرض ہیں اور فرضوں سے قبل چار رکعت مستحب، اس کا وقت ظہر کے بعد سے غروب آفتاب تک رہتا ہے، آفتاب کے زرد ہونے سے پہلے اس کو پڑھ لینا چاہیئے اور اگر آسمان ابر آلود ہو تو جلدی کرنا مناسب ہے، ایسے وقت فرضوں کے بعد نوافل پڑھنے مکروہ ہیں۔

مغرب اس کے تین فرض ہیں اور دو سنتیں فرضوں کے بعد دو یا چھ نوافل ــــ اس کا وقت غروب آفتاب سے آسمان کی سرخی چھپنے تک رہتا ہے اس کو اول وقت پڑھنا چاہیئے لیکن اگر ابر ہو تو توقف کرنا چاہیئے۔

عشاء اس میں پہلے چار رکعت مستحب، پھر چار فرض پھر دو سنت پھر دو یا چار مستحب پھر تین وتر جس میں پہلے قعدہ کے بعد تیسری رکعت میں الحمد اور سورت پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہتے ہیں اور دعاء قنوت پڑھ کر رکوع کرتے ہیں، دعاء قنوت آگے لکھی جائے گی، وتر کے بعد دو نفل بیٹھ کر پڑھے یہ نفل نماز تہجد کے قائم مقام ہیں۔ نماز عشاء کا وقت آسمان پر سیاہی آنے کے وقت سے صبح صادق تک رہتا ہے اول تہائی رات میں پڑھنا مناسب ہے اور اگر ابر ہو تو جلدی کی جائے۔

جمعہ یہ ظہر کے قائم مقام ہے اور بغیر جماعت درست نہیں اس میں پہلے چار رکعت سنت پھر دو فرض پھر چار سنت پھر دو مستحب پھر دو نفل پڑھے جاتے ہیں، چوں کہ ہندوستان میں جمعہ کے ہونے نہ ہونے میں علماء کا اختلاف ہے اس وجہ سے جمعہ کے فرضوں

کے بعد چار رکعت احتیاط الظہر کی نیت سے اور پڑھی جاتی ہیں جمعہ کی نماز عورت پر فرض نہیں
اس کا وقت بعینہٖ وہی ہے جو ظہر کا ہے۔

عیدین اس میں دو رکعت واجب ہیں، یہ بغیر جماعت درست نہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں اوّل تین بار اور دوسری رکعت میں الحمد و سورت کے بعد تین بار تکبیر کہے اور ہر بار ہاتھ اٹھائے اور چھوڑ دے — جس شخص پر جمعہ فرض نہیں اس پر یہ بھی فرض نہیں اس کا وقت آفتاب نکلنے سے دوپہر تک رہتا ہے۔

وتر اس میں تین رکعت واجب ہیں۔ اس کا وقت عشا کے فرضوں کے بعد سے صبح تک رہتا ہے۔

نماز جنازہ یہ فرض کفایہ ہے (شہر کے لوگوں میں سے) ایک نے بھی اس کو ادا کر لیا تو سب گناہ سے بچ جائیں گے، ورنہ سب گنہ گار ہوں گے اس کی نماز کھڑے کھڑے پڑھتے ہیں اس طرح کہ میت کے سینہ کے مقابل روبقبلہ کھڑے ہو کر تکبیر کہہ کر نیت باندھتے ہیں اور ثنا پڑھتے ہیں (جس کا ذکر آگے آئے گا) پھر تکبیر کہہ کر درود پڑھتے ہیں پھر تیسری تکبیر کہہ کر دُعا جنازہ پڑھتے ہیں (جو آگے لکھی جائے گی) پھر چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیرتے ہیں — اگر مقتدی چند تکبیروں کے بعد جماعت میں شریک ہوا ہے تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد ان کو ادا کرے پھر سلام پھیرے۔

۲

اذان و اقامت کا مسنون طریقہ یہ ہے — مؤذن مسجد سے علیحدہ[1] کسی اونچی جگہ پر قبلہ رخ کھڑا ہو کر دونوں کانوں میں دونوں انگلیاں ڈال کر ٹھہر ٹھہر کر دو آوازوں میں دو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ[2] کہے پھر اسی طرح دو مرتبہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ[3] کہے پھر دو مرتبہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ[4] کہے پھر داہنی طرف منہ کر کے دو مرتبہ اسی طرح حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ[5] کہے پھر بائیں طرف منہ کر کے دو مرتبہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ[6] کہے پھر ایک آواز میں دو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر

---

[1] آج کل بالعموم اذان مسجد کے اندر بلکہ محراب کے اندر دی جاتی ہے جو شرعاً جائز نہیں [2] اللہ بڑا ہے [3] گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں [4] گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں [5] نماز کی طرف آؤ [6] بہتری کی طرف آؤ۔

ایک مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ[1] کہے اور صبح کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ[2] بھی دو مرتبہ کہے اور اقامت یعنی تکبیر میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے بعد دو بار قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ[3] کہے، لیکن یہ یاد رہے کہ اذان ٹھہر ٹھہر کہنی چاہیئے اور اقامت جلدی جلدی اور اللہ کا الف، اکبر کی ب، اور اشہد ان کا نون بڑھا کر نہ پڑھنا چاہیئے کہ اس سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اور اذان نہیں ہوتی۔

۳

جب کسی فرض نماز کا وقت آجاتا ہے تو وہ مسلمان عاقل و بالغ پر واجب ہوتی ہے یہ شرائطِ نماز ہیں اگر عورت ہو تو اس کا حیض و نفاس سے پاک ہونا ضروری ہے، یہ بھی شرط ہے نماز اس وقت تک صحیح نہیں ہوتی جب تک نجاستِ حقیقی و حکمی سے بدن کپڑا اور جگہ پاک نہ ہو اور بدن کا وہ حصہ جس کا ڈھکنا ضروری ہے[4] ڈھکا ہوا نہ ہو، یہ سب شرائطِ نماز ہیں، جب یہ تمام شرائط موجود ہوں تو نماز اس طرح ادا کرے کہ دونوں قدموں میں چار انگشت کا فاصلہ چھوڑ کر (کہ یہ مستحب ہے) قبلہ رُخ کھڑا ہو، یہ فرض ہے، اگر سمت قبلہ نہ معلوم ہو تو جدھر دل گواہی دے پڑھے نماز میں اس طرح کھڑے ہونے کو قیام کہتے ہیں، یہ نفلوں میں فرض نہیں ہے اور اس کی حد یہ ہے کہ ہاتھ چھوڑے جائیں تو گھٹنوں پر نہ پہنچیں ——— قبلہ رُخ کھڑا ہونے کے بعد فرض و سُنّت وغیرہ کی جتنی رکعت پڑھنا چاہے اس کی دل سے نیت کرے کہ یہ سُنّت ہے، اور بہتر ہے کہ زبان سے بھی نیت کے کلمے کہے مثلاً صبح کے فرضوں کی نیت یوں کرے "نیت کی میں نے فجر کے دو رکعت فرض پڑھنے کی اللہ کے واسطے اور منہ کیا میں نے کعبہ شریف کی طرف" ——— پھر دونوں ہاتھ آستین وغیرہ سے نکال کر کانوں تک اس طرح اٹھائے کہ ہتھیلیاں قبلہ رُخ اور انگلیاں سیدھی اپنی حالت پر اور انگوٹھے کانوں کی لَو کے مقابل ہوں (لیکن یاد رہے کہ عورت

---

[1] سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں [2] نماز سونے سے بہتر ہے [3] بیشک نماز کھڑی ہو گئی [4] اصطلاحِ حنفیہ میں اس حصہ بدن کو عورت کہتے ہیں، مرد کا ناف سے گھٹنے تک بدن کا حصہ عورت ہے اور عورت کا تمام جسم سوائے چہرہ، ہتھیلیوں اور پیروں کے عورت ہے، اِن حصوں میں اگر چوتھائی عضو کھل جائے گا تو نماز نہ ہوگی، نیز جس جز کا علیحدہ نام ہے وہ عضو ہے یہاں تک کہ شرمگاہ کے بال بھی علیحدہ عضو کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اپنے ہاتھ آستین سے نہ نکالے اور کاندھوں تک اٹھائے) یہ باتیں مسنون ہیں، ہاتھ اٹھانے کے بعد تکبیر یعنی اللّٰہ اَکبَرُ کہے کہ یہ فرض[1] ہے پھر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے اس طرح باندھے کہ دائیں ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر ہو کہ یہ سنت ہے اور انگوٹھے اور چھنگلی سے پہنچا پکڑے باقی انگلیاں کلائی پر ہوں (عورت صرف دائیں ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھے اور سینہ پر ہاتھ باندھے) ۔ ہاتھ باندھنے کے بعد نظر سجدہ کی جگہ رکھے یہ مستحب ہے۔ اور پھر ثنا یعنی سبحانک اللّٰھم پڑھے (مقتدی صرف اس کو پڑھ کے چپ رہے) پھر اعوذ و بسم اللہ پڑھ کر الحمد[2] اور کچھ کلام مجید سے اِنّا اَعطَینٰک کے مقدار آیات پڑھ کر تکبیر کہتا ہوا اس طرح رکوع کرے[3] یعنی جھکے کہ دونوں ٹانگوں کو سیدھا رکھے اور دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو خوب مضبوط پکڑے اور انگلیاں کھول کر بیٹھا اور کولہوں کو برابر رکھے اور نظر پیروں[4] پر رکھے یہ سب امور مستحب ہیں لیکن تلاوت اور قیام رکوع فرض ہیں پھر سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیم[5] کم سے کم تین بار پڑھے[6]۔ پھر تسمیع یعنی

---

[1] یہ اوّل تکبیر جس کو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں فرض ہے اس وقت دونوں ہاتھ آستین وغیرہ سے نکال لینا مستحب ہے لیکن عورت نہ نکالے، باقی اور تکبیریں جن کو "انتقالی" کہتے ہیں سنت ہیں۔ یہ امام کو پکار کر کہنا بھی سنت ہے [2] ثم نفلی کے مقدار کلام مجید سے ایک آیت پڑھنا فرض ہے اس کو قراءت کہتے ہیں۔ الحمد کے بعد آہستہ آمین کہنا سنّت ہے اور فرض کی آخری دو رکعتوں میں الحمد سے زیادہ پڑھنا خلاف سنت ہے لیکن فرض کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھنا واجب ہے کیوں کہ اس کی ہر رکعت علیحدہ نماز ہے پہلی دو رکعتوں میں قراءت کرنی الحمد کا سورۃ سے پہلے ایک دفعہ دونوں رکعتوں میں پڑھنا اور امام کو جس نماز میں پکار کر پڑھا جاتا ہے پکار کر اور جس میں آہستہ پڑھا جاتا ہے آہستہ پڑھنا واجب ہے اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی تو اسی نماز میں ایک اور سجدہ کرنا واجب ہے [3] رکوع کی حد یہ ہے کہ گھٹنوں کو پکڑ سکے اور بیٹھ کر رکوع کرنے کی حد یہ ہے کہ زانو کے مقابل سر ہو جائے۔

[4] عورت نہ زیادہ جھکے نہ انگلیاں کشادہ رکھے، نہ مضبوط پکڑے، نہ گھٹنے جھکائے اور مرد کے برخلاف سمٹی رہے۔ [5] پاک ہے میرا رب بزرگی والا۔ [6] اکیلے نمازی کے واسطے تین بار سے زیادہ کہنا مستحب ہے۔

سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ [1] کہتا ہوا قومہ کرے [2] یعنی سیدھا کھڑا ہو اور تحمید یعنی رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ [3] کہے پھر اللّٰہُ اکبر کہتا ہوا سجدہ اس طرح کرے [4] کہ اوّل دونوں گھٹنے زمین پر رکھے یہ امور مسنون ہیں پھر دونوں ہاتھ اس طرح پر کہ انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رُخ ہوں اور پیٹ رانوں سے جُدا رکھے اور دونوں کہنیاں زمین سے علیحدہ رہیں [5] پھر ناک پھر پیشانی، مگر یہ خیال رہے کہ انگوٹھے کان کی لَو کے برابر رہیں (یہ باتیں مسنون ہیں) اور پیروں کی انگلیاں زمین پر قبلہ رُخ ٹکی رہیں اگر اٹھ جائیں گی تو سجدہ نہ ہوگا اور نظر ناک کے سرے پر رہے اور بغلیں کھلی رہیں پھر کم سے کم تین مرتبہ [6] سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھے پھر تکبیر کہتا ہوا سجدہ سے اس طرح اُٹھے کہ پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھ اُٹھائے اور پھر اطمینان [7] کے ساتھ بایاں پاؤں بچھا کر اور دایاں کھڑا کر کے بیٹھے [8] یعنی جلسہ کرے اور ہاتھ زانو پر رکھے پھر تکبیر کہتا ہوا پہلی طرح دوسرا سجدہ کرے، پھر تکبیر کہتا ہوا پہلی طرح اٹھے اور پنجوں کے بل گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو جائے یعنی "قیام" کرے اور صرف بسم اللہ پڑھ کر [9] دوسری رکعت پہلی طرح ادا کرے اب دوسری رکعت کے دوسرے سجدے کے بعد اس طرح بیٹھے کہ دونوں ہاتھ زانوؤں پر رکھے مگر انگلیاں [10] اپنی حالت پر ہوں اور نظر گود میں رکھے اسے "قعدہ" کہتے ہیں [11] پھر تشہد یعنی التحیات پڑھے

---

[1] اپنے تعریف کرنے والے کی تعریف کو اللہ نے سنا" [2] یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ رکوع، سجود، قومہ، جلسہ میں بقدر "سبحان اللہ" کہنے کے ٹھہرنا واجب ہے، دو سجدوں کے درمیان اگر اچھی طرح نہ بیٹھا تو دوسرا سجدہ نہ ہوگا [3] "اے ہمارے رب تیری ہی تعریف ہے" یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ امام صرف تسبیع اور مقتدی صرف تحمید کہے [4] اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی تو اسی نماز میں ایک اور سجدہ کرنا واجب ہے اسی وقت ادا کرنا چاہیئے، سجدہ میں زمین پر جسم کے یہ اعضاء رکھے، دو پیر، دو گھٹنے، دو ہاتھ ایک پیشانی بلکہ ناک بھی اور اس کی حد اس کی سختی تک ہے [5] عورت سمٹی رہے اور کہنیاں زمین پر بچھا دے [6] پاک ہے میرا رب بلند مرتبہ والا [7] نماز کے ہر فعل میں تعدیل یعنی بمقدار "سبحان اللہ" کہنے کے ٹھہرنا واجب ہے

[8] عورت دونوں پاؤں داہنی طرف نکال کر سرین کے بل بیٹھے [9] رکعتوں میں اور سجدوں میں ترتیب واجب ہے [10] عورت انگلیاں ملی ہوئی رکھے [11] اگر قعدہ کے بعد سلام ہی پھیرنا ہے تو ایسے قعدہ کو "قعدۂ اخیرہ" کہتے ہیں اور یہ فرض ہے اگر اس کے بعد اور رکعتیں پڑھنی ہوں تو قعدۂ اولیٰ کہیں گے اور یہ واجب ہے اور ان دونوں میں بقدر التحیات بیٹھنا کافی ہے، پس اگر قعدہ اولیٰ میں "اللّٰھم صل علی" پڑھنے کی مقدار بھی دیر لگائی تو سجدہ سہو لازم ہوگا۔

پھر درود، پھر دعا، پھر دل سے کراماً کاتبین فرشتوں[1] کی نیت کر کے پہلے داہنی طرف منہ پھیر کر اَلسّلامُ عَلَیکُم ورحمۃ اللہ[2] کہے پھر اسی طرح بائیں طرف[3] یہ قعدہ اخیرہ کی صورت ہے۔ یاد رہے کہ اس طرح دو رکعت والی نماز پڑھتے ہیں اگر چار رکعت والی پڑھنی ہو تو اس کے لیے یہ قعدۂ اولیٰ ہے صرف تشہد پڑھ کر باقی رکعتیں اسی طرح ادا کرے لیکن فرضوں میں سورت نہ ملائے اور امام کے پیچھے تو قرآن پڑھے ہی نہیں، باقی افعال میں اس کی تابعداری واجب ہے، پھر قعدۂ اخیرہ کر کے سلام[4] پھیرے۔

۴

طریقۂ نماز کے سلسلے میں ثنا، تشہد، درود اور دعاؤں کا جو اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہیں:

ثنا

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ

(ترجمہ) اے اللہ تو پاک ہے، تیری تعریف کے ساتھ تجھ کو یاد کرتا ہوں، تیرا نام برکت والا ہے، تیری بزرگی بلند ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

---

[1] کراماً کاتبین وہ دو فرشتے ہیں جو اکثر کے نزدیک مونڈھوں پر رہتے ہیں اور انسان کے اچھے برے عمل لکھتے ہیں۔ [2] "سلامتی ہو تم پر اور اللہ کی رحمت"۔ حالتِ نماز سے کسی ایسے فعل سے باہر آنا جو نماز کا توڑنے والا ہے فرض ہے مثلاً کلام وغیرہ کرنا اور بلفظ سلام واجب ہے اور ان تمام الفاظ کے ساتھ سنت ہے اور امام کو پہلے سلام کی بہ نسبت دوسرا سلام آہستہ کہنا بھی سنت ہے اس میں نظر مونڈھوں پر رکھنا سنت ہے۔ **تنبیہ:۔** حالتِ نماز میں اگر جمائی آئے تو اسے روکے، نہ رکے تو بائیں ہاتھ کی پشت منہ پر رکھے ہاں حالتِ قیام میں سیدھے ہاتھ سے روکے تاکہ زیادہ حرکت نہ کرنی پڑے۔ [3] اگر مقتدی کی کچھ رکعتیں رہ گئی ہوں تو ترتیب کے ساتھ امام کے سلام کے بعد اٹھ کر پہلے خالی اور پھر بھری ادا کرے اور ان رکعتوں میں بغیر قعدہ دو رکعت بعد کرے۔ [4] سلام کے بعد دعا مانگے مگر ہلکی ہاں عصر اور صبح میں جتنی دیر تک چاہے دعا مانگے بلکہ ان کے بعد تسبیح فاطمہ بھی پڑھے یعنی ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر۔ اس کی بہت فضیلت ہے۔

(ترجمہ) تمام بدنی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں اے نبی تجھ پر سلام ہو، اللہ کی رحمت اور برکتیں، سلام ہو ہم پہ اور اللہ کے نیک بخت بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول اور بندے ہیں۔

درود

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

(ترجمہ) اے اللہ! حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی آل پاک پر اس طرح رحمت نازل فرما جس طرح حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی اولاد پر رحمت نازل فرمائی، بے شک تو تعریف کیا گیا اور خوبیوں والا ہے، اے اللہ! برکت نازل فرما حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی آل پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی آل پاک پر بیشک تو تعریف کیا گیا، خوبیوں والا ہے۔

دُعا نماز

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

(ترجمہ) اے اللہ! بیشک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا بہت ظلم، تیرے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں، پس مغفرت کر میرے گناہوں کی خاص مغفرت اور مجھ پر رحم فرما، بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔

تشہد

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

دُعاء بعد نماز

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

(ترجمہ) اے اللہ تو ہمیشہ سلامت ہے اور تجھی سے سلامتی ہے اور تیری طرف سلامتی رجوع کرے گی، اے ہمارے رب ہم کو چین کے ساتھ زندہ رکھ اور ہم کو بہشت میں داخل کر اے ہمارے رب تو برکت والا اور بہت بلند ہے، اے بڑائی اور بزرگی والے (ہاں تو ہی)۔

دُعاء قنوت

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ ۔ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ۔

(ترجمہ) اے اللہ ہم تجھی سے مدد چاہتے ہیں اور تیری بخشش کے طلبگار ہیں، تجھی پر ایمان لاتے ہیں، تجھی پر بھروسہ کرتے ہیں، تیری خوبیاں بیان کرتے ہیں اور شکرگذاری کرتے ہیں ناشکری نہیں کرتے، تیرے نافرمان سے علیحدگی اور بیزاری اختیار کرتے ہیں، اے اللہ! تجھی کو پوجتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں، تیری طرف دوڑتے ہیں اور تیری رحمت کی امید کے ساتھ خدمت میں حاضر ہیں، تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں یقیناً تیرا عذاب کافروں کو ملنے والا ہے۔

دُعاء نماز جنازہ

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ۔

(ترجمہ) اے اللہ! ہمارے زندوں، ہمارے مُردوں، حاضر و غائب چھوٹے اور بڑے مردوں اور عورتوں سب کو بخش۔ الٰہی جس کو تو ہم میں سے زندہ رکھے تو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو تو مارے تو اس کو ایمان پر مار۔

نابالغ لڑکوں کے لیے یہ دُعا پڑھی جائے:۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا۔

(ترجمہ) اے اللہ! اس بچہ کو ہمارے لیے اجر اور ذخیرۂ آخرت بنا، اے اللہ اس بچہ کو ہمارے لیے شفاعت کرنے والا اور شفاعت قبول کیا ہوا بنا۔

اور لڑکی کے واسطے یہ دُعا ہے:۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّ مُشَفَّعَۃً

۴

ان باتوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے:۔ خود ہی یا کسی کے جواب میں بقدر دو حرف کلام کرنا اگرچہ کلام مجید کی آیت ہی کیوں نہ ہو یا سلام کا جواب دینا گو یہ امور بھول سے ہی کیوں نہ سرزد ہوئے ہوں، سلام کرنا، دنیاوی مصائب کی وجہ سے آواز سے رونا، آہ یا اُف وغیرہ کرنا، بے عذر کھنکارنا اپنے امام کے سوا کسی کو کلام مجید بتانا، امام کو اپنے مقتدی کے سوا کسی کا بتایا ہوا لینا، کچھ لکھا ہوا دیکھ کر پڑھنا یا سمجھنا، نجاست کا بدن سے ملنا، جو چیز بندے سے مانگ سکیں اس کی دُعا خدا سے کرنا، قرآن کریم غلط پڑھنا یا ایسی غلطی پڑھنا جس کی وجہ سے ایسے معنی ہو جائیں جس کا اعتقاد کفر ہے بلکہ ایسی غلطی جس کی وجہ سے مضمون بے معنی ہو جائے یا بہت بڑا تغیر آجائے تب بھی نماز فاسد ہو گی۔ عمل کثیر کرنا، کھانا پینا امام سے آگے ہونا، عورت مشتہاۃ کا آگے یا برابر کھڑا ہونا، ایسی چیز پر سجدہ کرنا جس کی وجہ سے زمین کی سختی نہ معلوم ہو۔

۵

نماز میں یہ باتیں مکروہ تحریمی ہیں:۔ کوئی کپڑا تصویر دار یا اس کے طریقہ کے خلاف پہننا، کپڑا وغیرہ اُٹھانا، نماز کے خلاف کچھ کرنا، منہ میں کچھ رکھنا جس سے قرآن عمدہ طرح نہ پڑھا جا سکے۔ اگر بالکل نہ پڑھا جائے گا تو نماز نہ ہو گی، منہ پھیر کر اِدھر اُدھر دیکھنا، دونوں گھٹنے چھاتی سے لگا کر بیٹھنا،

کسی کے منہ کی طرف نماز پڑھنا، جمائی لینا، اکیلے امام کا محراب کے اندر کھڑے ہونا، یا بے عذر ہاتھ اونچا نیچا کر کے کھڑے ہونا، تصویریں اس پاس ہونا، پیشاب پاخانہ کی حاجت کے وقت نماز پڑھنا، امام کے پیچھے مقتدی کا کلام مجید پڑھنا۔

۶

یہ باتیں نماز میں مکروہ تنزیہی ہیں:۔ ایسے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا جن کو پہن کر امیروں کے پاس نہ جا سکے حالانکہ اچھے کپڑے موجود ہوں، نہایت سکوت کے ساتھ ادب سے نہ کھڑا رہنا یا ایسی بات بے عذر کرنا جس سے سکوت میں فرق آ سکے یا سنت کے خلاف ہو بلکہ حتی الامکان عذر میں بھی ساکت رہنا چاہیئے، جمائی اگر آ ہی جائے تو منہ نہ ڈھانکنا، اکیلا صف کے پیچھے کھڑا ہونا حالانکہ اگلی صف میں جگہ موجود ہے، سجدہ میں پاؤں ڈھانکنا۔

ساتواں باب

رمضان کے روزوں کے بیان میں

روزہ اسلام کے اہم فرائض میں سے ہے اس سے ایک بڑی غلط فہمی کا ازالہ ہو جاتا ہے کہ انسان شکم پری کے لیے نہیں آیا بلکہ اس کے سامنے اعلیٰ مقاصد ہیں، ان کی تکمیل اس کا مقصود زندگی ہے، بھوک و پیاس میں انسان صفات الٰہیہ میں ایک صفت جلیلہ کا مظہر معلوم ہوتا ہے مظہریت ہی اقربیت اور محبوبیت کی تمہید ہے اور ایک بڑی بات جو اس میں پائی جاتی ہے وہ "اخلاص" ہے، تمام عبادات میں کسی نہ کسی طرح کا اظہار پایا جاتا ہے مگر روزہ ایسی خاموش عبادت ہے جس کا عملاً اظہار ناممکن ہے، اسی لیے عبادات میں نماز کے بعد روزے کی بڑی فضیلت آئی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"روزہ میرے لیے ہے اور روزہ کی جزا میں ہوں"

اس سے بڑھ کر خدمت کا اور کیا صلہ ہو گا؟۔

۱

اصطلاح شریعت میں صبح صادق سے لے کر آفتاب کے غروب ہونے تک کھانے پینے اور جماع سے ترک کرنے کا نام روزہ ہے۔ رمضان شریف کے روزے ہر مسلمان عاقل بالغ

پر نماز کی طرح فرض ہیں اور اس میں نیت شرط ہے اور اگر عورت ہے تو اس کے لیے حیض و نفاس
سے پاک ہونا بھی شرط ہے، رمضان قضاء رمضان (یعنی رمضان کے کھائے ہوئے یا ٹوٹے
ہوئے روزہ کے بدلے روزہ) اور کفارات (یعنی دو دو ماہ کے لگاتار روزے جو اللہ تعالیٰ
نے روزہ توڑنے وغیرہ کی سزائیں مقرر کیے ہیں) کے روزے فرض ہیں، نذر معین[1] اور
نذر مطلق[2] کے روزے واجب ہیں، باقی روزے نفلی۔

۲

رمضان کے روزے رمضان کا چاند دکھلائی دینے سے یا شب برات کے تیس روز پورے
ہو جانے سے واجب ہو جاتے ہیں اگر ان مہینوں کی انتیس تاریخ چاند نہ دکھائی دے تو اگر ابر ہے
تو رمضان کے لیے ایک مرد یا عورت مسلمان عاقل بالغ عادل کی گواہی کافی ہے اور عید کے
واسطے اس طرح کے دو مرد یا دو عورتوں کی گواہی کافی ہے لیکن یہاں گواہوں کا غلام نہ ہونا بھی
شرط ہے، اگر ابر نہ ہو تو دونوں چاندوں کی گواہی کے لیے اتنی بڑی جماعت ہونی چاہیئے جن کا
جھوٹ پر اتفاق کرنا بعید از قیاس ہو جس کی تعداد کم سے کم پچاس بتائی گئی ہے۔ شک کے دن روزہ نہ رکھا
جائے مگر نفل کی نیت سے بلکہ یہ نیت بھی مکروہ ہے کہ اگر چاند نہیں ہوا تو رمضان کا ہو جائے گا ورنہ
نفلی یا جس قسم کے روزے کی نیت ہے وہ تو ہے ہی اگرچہ ہو گیا ہی۔

۳

اگر کسی نے قصداً کچھ کھایا پیا یا دماغ میں پہنچایا اگرچہ تل کے برابر ہو، یا جماع کیا یا کرایا تو
اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اگر رمضان کا روزہ ہے تو قضا کرے اور کفارہ دے اور دوسرے
روزوں کی فقط قضا کرے، اگر کسی شرعی وجہ سے روزہ نہ رکھا پھر دن میں وہ جاتی رہی تو چاہیئے
کہ شام تک کچھ نہ کھائے بلکہ علانیہ تو ہر حال میں نہ کھائے، رمضان کی حرمت کرے، نفلی روزے
ہوں تب بھی حرمت کرنی چاہیئے کیونکہ نفلی روزہ شروع کرنے کے بعد واجب ہو جاتا ہے

---

[1] وہ روزے جن کو کسی خاص دن میں رکھنے کی نذر مانی ہو وہ دن آتے ہی روزہ واجب ہو جائے گا
[2] وہ نذر مانے ہوئے روزے جن میں کسی خاص دن کی نیت نہ کی ہو، یہ واجب ہیں مگر جب جی چاہے رکھے۔

(لیکن ایامِ منہیہ[1] میں شروع کیا ہوا واجب نہیں ہوتا)۔

ان صورتوں میں صرف قضا کی جائے گی، روزہ یاد تھا اور بغیر قصد کوئی توڑنے والی بات ہو گئی یا بھولے سے روزہ توڑنے والی بات ہو گئی تھی پھر اس خیال سے کہ روزہ ٹوٹ گیا قصداً روزہ توڑنے والی بات کر لی (کیوں کہ بھول کر ایسی بات کرنے سے روزہ نہیں جاتا) یا زندہ انسان کے ساتھ جماع کرنے کے سوا کسی اور صورت میں قصداً انزال کیا یا کوئی ایسا فعل کیا جس سے انزال کا خوف تھا اور پھر انزال ہوا اگر نہ ہوا تو یہ فعل مکروہ ہے یا روزہ ہی نہ رکھا، یا چنے کے مقدار کوئی چیز منہ میں تھی نگل گیا، یا قے ہوئی اور اس کو خود نگل گیا (اگر تھوڑی نکلی ہو جس سے منہ نہ بھر سکے تو معاف ہے) بغیر عذر کچھ کھانا یا چبانا اور افعال حرام کرنا لڑائی کرنا، غیبت، جھوٹ، فحش بکنا، سخت مکروہ ہیں۔

۴

نہایت ہی ضعیف بوڑھا، بیمار، مسافر، حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت (جب کہ اپنے یا بچے کی بیماری کا خدشہ ہو) یہ سب معذور ہیں، روزہ نہ رکھیں، معذوری جانے کے بعد قضا کریں لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ سال بھر کے روزوں کا ثواب رمضان کے ایک روزے کے برابر نہیں ہے۔

آٹھواں باب

زکوٰۃ اور فطرے کے بیان میں

مال سے محبت انسان کی بڑی کمزوری ہے یہ محبت جب حد سے متجاوز ہو جاتی ہے تو معاشرے میں عظیم اختلال و بدنظمی کی صورت پیدا ہو جاتی ہے اور خود غرضی کا ایک ایسا جال بچھ جاتا ہے جس میں ہر شخص اسیر نظر آتا ہے، شریعت نے اس تعلق کو کمزور کرنے اور معاشرے کے دوسرے ضرورتمند افراد کی مالی اعانت کے لیے زکوٰۃ اور فطرے کی صورت میں چند پابندیاں عائد کر دی ہیں یہاں ان اصول کو مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

کسی بڑھنے والے مال پر جب ایک سال گزر جائے تو خدا کے راستے میں اس میں سے چالیسواں

---

[1] ان دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے اور وہ دونوں عیدیں اور بقر عید کے بعد کے دو تین دن ہیں۔

حصہ دینے کو زکوٰۃ کہتے ہیں یہ ہر مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہے بشرطیکہ اس کے پاس مال نصاب[1]
کی مقدار، قرض اور روزمرہ کی حاجتوں[2] سے زائد ہو، ایسے شخص کو امیر کہتے ہیں۔ زکوٰۃ دینے وقت
یا مال نکالتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا بھی شرط ہے، مال زکوٰۃ تین طرح کا ہے۔ ۱۔ سونا چاندی
۲۔ جنگل میں چرنے والے جانور۔ نمبر ۳۔ ہر تجارت کا مال۔ پس[3] سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے ہے
جس پر سوا دو ماشہ سونا دیا جائے گا، پھر آگے ہر ڈیڑھ تولہ پر تقریباً ساڑھے تین رتی واجب ہوتا جائیگا
اس سے کم پر کچھ نہیں ـــ اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ ہے جس پر ایک تولہ پونے چار ماشہ
چاندی دی جائے گی پھر آگے ہر ساڑھے دس تولہ پر سوا تین ماشہ واجب ہوتی جائے گی ـــ پانچ
اونٹ پر ایک بکری، تیس گائے بھینس پر ایک سال کی گائے بھینس اور چالیس بکریوں پر ایک بکری دی
جائے گی، زیادہ جانوروں کی زکوٰۃ علماء سے معلوم کی جاسکتی ہے ـــ تجارت کے مال کی کل قیمت لگاکر
چالیسواں حصہ نکال کر کسی مستحق کو دے دیا جائے لیکن اگر کئی افراد پر تقسیم کیا گیا تو ہر ایک کو کم سے کم اتنا دے
دیا جائے کہ ایک روز کا خرچ چل جائے یہ مستحب ہے اور ایک فرد کو اتنا دینا کہ اس پر قربانی واجب
ہو جائے مکروہ ہے، غریب عزیز و اقارب اور دوستوں کو دینا زیادہ بہتر ہے، مگر ماں باپ
دادا دادی، نانا نانی اولاد یا بیوی، غلام جن پر قربانی واجب ہے، کافر اور سادات بنی ہاشم اور ان
کے غلام کو دینا ناجائز ہے، زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

۲

عید الفطر کی صبح کو نماز سے پہلے[4] چھٹانک کم پونے دو سیر گیہوں یا اس کا آٹا وغیرہ یا قیمت خدا کی
راہ میں دینے کو "فطرہ" کہتے ہیں[5]۔ جس پر زکوٰۃ فرض ہے اس پر یہ بھی عید کی صبح کو واجب ہو جاتا

---

[1] مال کی وہ مقدار جس پر شارع علیہ السلام نے زکوٰۃ واجب کی [2] جیسے اپنے رہنے کا مکان، گھوڑے، غلام
خدمتگار، برتنے کے برتن وغیرہ [3] اگر سونا چاندی ہر ایک نصاب سے کم ہے لیکن مل کر ان کی قیمت کسی نصاب
مقدار ہو جاتی ہے تو اس میں اس طرح زکوٰۃ دے کہ فقیر کا زیادہ نفع ہو اگر کسی دوسری شے میں ملی ہوئی ہیں تو اگر یہ
زیادہ مقدار میں ہے تب تو کل کا حکم سونے چاندی کا ہے ورنہ مغلوب مال کے اندر داخل ہیں جن پر بغیر تجارت
کی نیت کے زکوٰۃ نہیں [4] اگرچہ صبح سے پہلے دینا بھی جائز ہے لیکن اگر صبح سے پہلے مر جائے گا
تو اس پر واجب نہ ہوگا۔ [5] چھوٹے امیر بچوں کے مال سے دیا جائے گا۔

ہے لیکن یہاں بالغ ہونا اور مال کا ثبہ ضنے والا اور اس پر سال گزرنا شرط نہیں فطرہ، چھوٹی، غریب یا مجنون اولاد اور خدمتی غلام کی طرف سے بھی دینا واجب ہے، اگر کسی وجہ سے عید کے دن نہ دے سکے تو قضا کرے۔

نواں باب

حج کے بیان میں

حج علائق دنیاوی سے قطع نظر کر کے مولیٰ تعالیٰ کی طرف توجہ تام کی ایک صورت ہے اور ارکانِ حج قدم قدم پر صحوبانِ خدا کی یاد تازہ کرتے ہیں، ارکان کی ظاہری صورت پوری کر لینے کے بعد حج تو ہو جاتا ہے لیکن حقیقی حج اسی وقت نصیب ہو گا جب محبت الٰہی میں تمام نسبتیں مضمحل کر دی جائیں اور صرف اسی ایک نسبت سے ہر شے کا مشاہدہ کیا جائے۔

زمانۂ حج میں اسلام کی ہمہ گیر اور عالمگیر مواخات و مساوات کے رقت انگیز مناظر نظر آتے ہیں اور صلہ رحمی کے ان جذبات کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جو کبھی یہاں کی فضاؤں نے دیکھی تھی، یہ تعلیمات اسلامیہ کا اعجاز ہے کہ صدیوں پہلے جس مولات و مساوات کی تعلیم دی تھی وہ اب بھی اس دیارِ مقدسہ کے گلی کوچوں اور صحراؤں میں نظر آتی ہے اس کے علاوہ دنیا کے مسلمانوں کے باہمی میل جول سے بہت سے ظاہری و باطنی فوائد حاصل ہوتے ہیں اور حاصل کیے جا سکتے ہیں لیکن اصل چیز تو اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق پیدا کرنا ہے جو تمام فوائد کی روح ہے اگر یہ میسر آگیا تو سب کچھ حاصل ہو گیا۔

حج کی ظاہری صورت کی تکمیل کے لیے شارع علیہ السلام نے چند اصول و ضوابط بتائے ہیں یہاں ان کو مختصر طور پر بیان کیا جاتا ہے۔

ہر تندرست مسلمان عاقل بالغ پر حج فرض ہے بشرطیکہ رستے میں امن ہو اور آمد و رفت کے خرچ اور واپس آنے تک کا نفقہ اہل و عیال کو دینے پر قادر ہو۔[1]

---

[1] حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے اس باب کو یہیں نا تمام چھوڑ دیا ہے کہ مبتدیوں کو اس کی ضرورت کم پڑتی ہے راقم نے اس مقام سے آگے کچھ اضافہ مناسب سمجھا، باقی تفصیلات کتب فقہ وغیرہ میں مل جائیں گی (مرتب)

حج کی تین قسمیں ہیں، افراد، تمتع اور قران ——— قسم اوّل یہ کہ میقات پہ پہنچ کر احرام باندھیں، صرف حج کی نیت کریں اسے افراد کہتے ہیں اور اس طرح حج کرنیوالا "مفرد" کہلاتا ہے، قسم دوم یہ کہ میقات پر احرام باندھتے وقت صرف عمرہ کی نیت کریں اور مکہ معظمہ پہنچ کر عمرہ کر کے احرام کھول دیں جب حج کا وقت آئے تو حج کا احرام باندھیں اور حج ادا کریں اسے "تمتع" کہتے ہیں اور اس صورت میں حج کرنے والے کو یہ فائدہ ہے کہ وہ عمرہ کے بعد احرام اتار کر احترام کی پابندی سے آزاد ہو جاتا ہے، قسم سوم یہ کہ میقات پہ پہنچ کر عمرہ اور حج کا ایک ساتھ احرام باندھے اور دونوں کی نیت ایک ساتھ کرے، ایک ہی احرام میں حج اور عمرہ ادا کرے اس طرح حج کرنے والے کو "قارن" کہتے ہیں۔

مفرد اور قارن احرام باندھنے کے وقت سے لیکر حج سے فارغ ہونے تک برابر احرام میں رہتے ہیں، سب سے زیادہ ثواب حجِ قِران کا ہے کیوں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع قِران کے مطابق ادا فرمایا اس لیے وہ پوری امت کے لیے افضل ہے۔

۲

ارکان حج کے تین حصے ہیں، فرائض، واجبات اور سنتیں۔

فرائض احرام[1]، وقوف[2]، طواف[3]، نیت[4]، فرائض[5] کی ترتیب کو قائم رکھنا، مثلاً احرام باندھنا پھر وقوف کرنا پھر طواف کرنا، ہر فرض[6] کا اپنے وقت اور مقام پر ادا کرنا۔

واجبات میقات سے احرام باندھنا۔ سعی کرنا (صفا مروہ کے درمیان دوڑنا) سعی کو صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا، سعی کا طواف معتد بہ کے بعد کرنا، اگر دن میں وقوف شروع کیا ہے تو غروب آفتاب تک کرنا۔ اگر رات کو وقوف شروع کیا ہے تو اس کے لیے حد مقرر نہیں ہے، وقوف میں رات کا کچھ حصہ ہونا شامل ہے، عرفات سے واپسی میں امام کی متابعت کرنا، مزدلفہ میں رات کو قیام کرنا، مغرب کی نماز عشاء کے ساتھ پڑھنا (نیت ادا نماز کی ہوگی قضا کی نہیں) مزدلفہ کو چھوڑ کر منیٰ میں آنا، دس تاریخ کو صرف جمرۃ العقبہ پہ کنکریاں مارنا، گیارہ بارہ کو تینوں جمروں پر کنکریاں مارنا، جمرۃ العقبہ کی رمی دسویں تاریخ کو حلق سے پہلے کرنا، ہر روز کی رمی کا اسی دن ہونا، ایام نحر میں سر منڈوانا یا بال کٹوانا، منیٰ سے مکہ جا کر طواف خانہ کعبہ کرنا، پھر منیٰ واپس آکر دو روز قیام کرنا، قربانی اور

تمتع والے حاجی کے لیے قربانی کرنا، منیٰ میں قربانی احرام کی حالت میں کرنا، عرفات سے واپسی پر طواف افاضہ کرنا اور اس کا اکثر حصہ ایامِ نحر میں ہونا، حطیم کے باہر سے طواف شروع کرنا، طواف داہنی طرف سے کرنا، طواف باوضو کرنا، طواف کرتے وقت دورانِ حج سر کھلا رکھنا، طواف کعبہ کے بعد دو رکعت نماز مقامِ ابراہیم میں پڑھنا، شیطان پر کنکریاں مارنے اور قربانی کرنے سر منڈوانے اور طواف میں ترتیب قائم رکھنا، میقات سے باہر آنے والوں کے لیے رخصت کا طواف کرنا، وقوفِ عرفہ کے بعد سے سر منڈوانے تک جماع نہ کرنا، احرام کے ممنوعات سے بچنا۔

سنن میقات سے باہر آنے والوں کے لیے طواف کرنا، طواف حجرِ اسود سے شروع کرنا، طوافِ قدوم یا طوافِ فرض میں رمل کرنا، صفا مروہ کے درمیان جو دو میل اخضر ہیں ان کے درمیان دوڑنا، امام صاحب کا خطبہ پڑھنا اور سننا — مکہ میں ساتویں کو، میدانِ عرفات میں نویں کو اور منیٰ میں گیارہویں کو پڑھنا، آٹھویں تاریخ مکہ سے نمازِ فجر کے بعد روانگی — وہاں سے منیٰ پہنچ کر پانچ نمازیں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر پڑھنا یعنی نویں تاریخ منیٰ میں گزارنا، آفتاب نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات کو روانہ ہونا اور ظہر، عصر کی نماز میدانِ عرفات میں پڑھنا اور وہاں ذکرِ الٰہی کی کثرت کرنا، غروبِ آفتاب سے پہلے میدانِ عرفات سے باہر نہ ہونا، وقوفِ عرفہ کے لیے غسل کرنا، عرفات سے واپسی میں مزدلفہ میں ایک رات گزارنا اور نمازِ مغرب و عشاء ملا کر پڑھنا (نیت ادا نماز کی ہوگی، قضا کی نہیں)، نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہونا، دس گیارہ کی راتیں منیٰ میں گزارنا، منیٰ کے قیام میں ایک بار مکہ معظمہ جا کر طواف کرنا۔

دسواں باب

قربانی کے بیان میں

قربانی سنتِ ابراہیمی (علیہ السلام) کی یاد تازہ کرتی ہے۔ قربانی میں اصل چیز دلوں کی گہرائیوں میں جذبۂ ایثار و قربانی کا محسوس کرنا ہے جس کو قرآن کریم نے "تقویٰ" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور صاف صاف فرما دیا ہے کہ خدا کو گوشت و پوست اور خون کی ضرورت نہیں ہے بلکہ تقویٰ کی ضرورت ہے۔ لفظ تقویٰ اپنے ہمہ گیر معنوں میں استعمال ہوا ہے پس قربانی کرتے وقت اپنے دلوں میں جذبۂ ابراہیمی کی پرورش کی جائے اور راہِ خدا میں متاعِ عزیز کے لٹا دینے سے بھی دریغ نہ کیا جائے۔

شریعت نے قربانی کے چند اصول و ضوابط مقرر کر دیئے ہیں، قربانی کی ظاہری صورت کی تکمیل کے لیے ان کا جاننا ضروری ہے، ہم مختصراً بعض مسائل بیان کرتے ہیں:۔

اصطلاح[1] شریعت میں خاص عمر کے مخصوص جانور کو متعلقہ اسباب و شرائط کے ساتھ تقرب الٰہی کی نیت سے ذبح کرنے کو "قربانی" کہتے ہیں۔

قربانی کا وقت تین روز تک ہے یعنی ذوالحجہ کی دسویں، گیارہویں اور بارہویں۔ اوّل تاریخ افضل ہے، دسویں تاریخ کے طلوع فجر سے لے کر بارہویں تاریخ کو غروب آفتاب تک قربانی جائز ہے جن شہروں میں نماز عید ہوتی ہے وہاں نماز کے بعد قربانی کی جائے گی۔ہاں دیہات میں طلوع آفتاب کے بعد جا سکتی ہے رات کو قربانی کرنا مکروہ ہے، قربانی کے لیے تین دن متواتر رکھنے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ انسان پر فقر و غنی کی حالتیں گزرتی رہتی ہیں اگر اوّل وقت فقیر ہے پھر غنی ہو گیا قربانی واجب ہو گی اس کے برعکس ہو تو واجب نہ ہو گی۔

۲

جس جانور کا قربانی کرنا جائز ہے اس کو قربانی کے دنوں میں قربانی کی نیت سے ذبح کرنا قربانی کا رکن ہے، وجوب قربانی کے لیے قربانی کرنے والے کا غنی یعنی فراخ دست ہونا ضروری ہے، اس سے مراد ایسی فراخ دستی نہیں جس سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، بلکہ ایسی فراخ دستی جس سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے، شریعت میں غنی وہ شخص ہے جس کے پاس گھر، گھر کے ضروری اسباب، سواری اور نوکر کے علاوہ ضرورت سے فاضل دو سو درہم یا بیس دینار یا اتنی قیمت کی کوئی شے ہو، قربانی کے لیے قربانی کرنے والے کا عاقل و بالغ ہونا شرط نہیں حتیٰ کہ اگر نابالغ غنی ہے تو اس کی طرف سے اس کا باپ یا باپ کا وصی اس کے مال سے خرید کر قربانی کرے گا مگر گوشت صدقہ نہ کیا جائے گا، قربانی کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ مقیم ہو مسافر نہ ہو، عورت اور مرد دونوں پر قربانی واجب ہے۔

---

[1] حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے اختصار کی وجہ سے اس باب میں صرف چند ضروری مسائل بیان فرمائے تھے راقم الحروف نے فتاویٰ عالمگیری (جلد ششم، ص ۵۱۶ تا ۵۵۲) کی کتاب الاضحیہ سے منتخبہ مسائل اخذ کر کے اس باب کو ذرا مفصل کر دیا ہے، فتاویٰ مذکور میں یہ مسائل ان ماخذ سے حاصل کیے گئے ہیں:۔ النہایہ۔ محیط سرخسی۔ ظہیریہ۔ فتاویٰ صغریٰ۔ فتاویٰ کبریٰ۔ فتاویٰ قاضی خان۔ وجیز۔ شرح طحاوی۔ بدائع۔ سراجیہ۔ اضاحی زعفرانی۔ تاتارخانیہ۔ خزانۃ المفتین۔ مبسوط، قنیہ، غیاثیہ وغیرہ وغیرہ (مرتب)

۳

اگر کسی مقیم نے حالت اقامت میں قربانی کا جانور خریدا پھر سفر اختیار کیا تو اب اجازت ہے کہ جانور کو فروخت کر دے یا قربانی کرے، کسی غنی نے ایک بکری خریدی وہ ضائع ہو گئی اس اثنا میں وہ فقیر ہو گیا تو اس کو بھی اجازت ہے کہ چاہے اس کو بیچ دے چاہے قربانی کرے اگر ایک شخص قربانی کے دنوں میں غنی تھا قربانی نہ کی اور مر گیا تو اس کے ذمہ سے قربانی ساقط ہو جائے گی، لیکن اگر قربانی کے ایام گزرنے کے بعد مرا تو اس کے لئے واجب ہو گا کہ قربانی کے جانور کی قیمت صدقہ کرنے کی وصیت کرے۔

۴

قربانی کے جانوروں میں اونٹ، گائے، بھینس، دنبہ، بھیڑ، مینڈھا، اور بکری وغیرہ شامل ہیں نیلے رنگ کے مینڈھے کی قربانی افضل ہے، قربانی کے لیے بکری ایک سال، گائے دو سال، اونٹ پانچ سال سے کم عمر کا نہ ہو، دنبہ یا مینڈھا بشرطیکہ فربہ ہو چھ ماہ کا بھی جائز ہے۔

جس جانور کی ناک کٹی ہو یا تھن کٹے ہوں وہ جائز نہیں، جو بکری یا گائے اپنے بچہ کو دودھ نہ پلا سکتی ہو اور تھن خشک ہو گئے ہوں وہ بھی ناجائز ہے، نجاست کھانے والے جانور کی قربانی بھی جائز نہیں جو جانور اتنا دبلا ہو گیا ہو کہ اس کی ہڈیوں میں گودا تک نہ رہا ہو وہ ناجائز ہے، جس بکری میں نر و مادہ دونوں کی خصوصیات پائی جاتی ہوں اس کی قربانی بھی جائز نہیں، ایک بکری خریدی جو فربہ تھی پھر دبلی ہو گئی یا عیب دار ہو گئی تو اگر قربانی کرنے والا تونگر ہے تو دوسری خرید کر قربانی کرے ورنہ وہی کافی ہے، اسی طرح اگر مر گئی یا چوری ہو گئی تو تونگر ہو گا تو دوسری واجب ہو گی ورنہ نہیں، اگر تونگر نے قربانی کی ذبح کرتے وقت ——— اضطراری کیفیت کی وجہ سے جانور عیب دار ہو گیا تو قربانی ہو گئی افضل یہ ہے کہ قربانی کا جانور خوب فربہ اور خوب صورت ہو، عیب دار جانور کے عدم جواز کے لیے فقہاء نے یہ نکتہ بیان فرمایا ہے کہ جو عیب ایسا ہو کہ منفعت کو پورا پورا زائل کر دے یا جمال و زیبائی کو غت ربود کر دے تو ایسا عیب قربانی سے مانع ہے۔

۵

قربانی کے جانور کا دودھ استعمال کرنا یا اس سے کوئی اور نفع حاصل کرنا مکروہ ہے دودھ اگر نکال لیا ہے تو اس کو صدقہ کر دے قربانی کے جانور پر سوار ہونا بھی مکروہ ہے، قربانی کے جانور کے

گوشت وغیرہ کے لین دین میں یہ اصول پیش نظر رکھنا چاہیئے، کھانے کی چیز بعوض کھانے کی چیز کے
ادھار کھانے کی چیز بعوض بے کھانے کی چیز کے جائز ہے اس کے برعکس جائز نہیں
قربانی کے جانور کے ہاں بچہ ہوا تو اس کی قربانی بھی ضروری ہے، اونٹ اور گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے
ہیں لیکن اگر ایسا آدمی شریک ہو گیا جس کا مقصود قربانی نہیں تو کسی کی قربانی نہ ہوگی، قربانی کے ایام میں
قربانی کے علاوہ دوسری چیز اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتی[1]، ہاں اگر نہ کر سکا تو بطور قضا اس کی قیمت
صدقہ کرنی ہوگی۔

٦

افضل یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے ذبح کرے نہ کرے تو کھڑا ضرور ہو، دل سے نیت کافی
ہے البتہ ذبح کرتے وقت "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہنا ضروری ہے، ذبح کرنے سے پہلے
رو بہ قبلہ ہو کر یہ دعا پڑھنا سنت ہے۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے :۔ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ
كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ
عَلَیْهِ السَّلَامُ۔

---

[1] جدید معاشرے میں ایک طبقے کا خیال ہے کہ قربانی کے بجائے صدقہ کر دینا بہتر ہے یا سرے سے ضرورت
ہی نہیں کیوں کہ مال کا ضیاع ہے، یہ بات حکمت شرعیہ کے فقدان کی وجہ سے کہی جاتی ہے، ایسے معاشرے
میں جہاں اسراف و تبذیر عوام و خواص کی عادت ثانیہ بن گئی ہے صرف قربانی میں جزرسی کا خیال کچھ عجیب معلوم ہوتا
ہے، قربانی ان حضرات نے کی ہے جن کی اقتصادی حالت ایسی تھی کہ اگر وہ حالت جاری ہو جائے تو ہر شخص
کشکول گدائی لے کر بھیک مانگتا نظر آئے، ایسے کم مایہ لوگ بھی محض اتباع شریعت سے آفتاب و ماہتاب بن کر
چمکے۔ امور شرعیہ کو محض اقتصادی نظر سے دیکھنا بنیادی غلطی ہے ——— چونکہ کائنات میں حق و باطل کی جنگ
جاری رہے گی اس لیے جذبۂ ایثار و قربانی کا پیدا کرنا ضروری ہے، اس کے مٹ جانے سے ملت کے مٹ جانے کا اندیشہ ہے
قربانی کا نفسیاتی اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان رزم حق و باطل میں فولاد نظر آتا ہے، مختصر یہ کہ قربانی۔ ع

لہو گرم رکھنے کا ہے ایک بہانہ

(مرتب)